حقیقت حال

امام احمد رضا اور غریب نواز رضی اللہ عنہما

کوثر امام قادری☆

بزرگوں کی سیرت وسوانح کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ کوئی بھی بزرگ شخصیت حاسدوں کی حسد سے محفوظ رہ سکی۔ جو جتنی ہی بلندی پر فائز ہوا، اتنی ہی اس کی مخالفت کرنے والے بھی دنیا میں نظر آئے۔ اور یہ بھی تاریخی حقیقت ہے کہ ہمیشہ چھوٹوں نے ہی بڑوں سے حسد کیا۔ کبھی کسی بڑی شخصیت نے کسی چھوٹے سے نہ حسد کیا، نہ ہی ان سے نفرت کی بلکہ ان کا شیوہ چھوٹوں کو نوازنا تھا۔

ان ہی عظیم شخصیات میں سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکات بھی ہے جنہوں نے اپنی پوری زندگی احیائے سنت، تجدید دین، ترویج حنفیت، اشاعت قرآن وسنت میں صرف فرمائی۔ عظمت مصطفےٰ کا علم بلند فرمایا، اولیائے اسلام کی قدر ومنزلت، وقار وحرمت کا چراغ لوگوں کے دلوں میں روشن کیا۔ تحقیق مسائل کی راہیں روشن فرمائیں، لیکن سابقہ اشخاص کی طرح آپ کی ذات بھی حاسدوں کی حسد سے محفوظ نہ رہ سکی۔

آپ سے عناد رکھنے والے اور حسد کی آگ میں جلنے والے دو قسم کے افراد ہیں۔ ایک قسم حاسدین کی وہ ہے جو اہل سنت وجماعت کے خلاف عقائد کا پابند ہے مثلاً وہابی، دیوبندی، قادیانی، جماعت اسلامی غیر مقلد وغیرہ، یہ تمام فرقے آپس میں اگر چہ مختلف نظریات اور متضاد اعتقاد کے پیروکار ہیں تاہم جب مخالفت رضا کی بات آتی ہے تو "الکفر ملة واحدة" کے تحت متحد ومتفق نظر آتے ہیں۔ چونکہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے تمام گمراہ باطل فرقوں کی تردید فرمائی ہے لہٰذا ان کا مخالف ہونا لازمی امر ہے۔

باطل فرقے کا کوئی بھی علمبردار تحقیقات رضا، تحریرات رضا اور تصنیفات رضا کے سامنے آنے کی جرأت اور مقابلے کی طاقت نہیں رکھتا اور حضرت امام کی بے داغ شخصیت وعبقری ہستی میں کہیں کوئی نقص وعیب نہیں پاتا تو لامحالہ الزام تراشی کی راہ اپناتا ہے تاکہ حضرت امام کے فتاویٰ وتصانیف کی وقعت کو کم کیا جا سکے اور انہوں نے جو بدمذہبوں کے خلاف فتاویٰ جاری فرمائے ہیں، انہیں بے اعتبار ثابت کیا جا سکے۔

حاسدین کی دوسری قسم میں وہ لوگ آتے ہیں جو خیر سے مسلمان ہیں مگر خدمت دین، ترویج سنت، اشاعت مذہب، تحفظ عقائد حقہ اور فروغ علم وعمل پر اپنی ذاتی منفعت اور مصنوعی تقویٰ وطہارت کو ترجیح دیتے ہیں۔ چونکہ حضرت امام نے تجدید دین کا جو زبردست کام کیا اس کے سبب ہر طرف ان کی عظمت کے چراغ جل اٹھے۔ چہار سو ان ہی کا بول بالا ہونے لگا اور دنیائے علم وحکمت میں ان ہی کا سکہ رائج ہو گیا۔ پھر تو جو لوگ کوئی دینی کام کیے بغیر "پدرم سلطان بود" کا نعرہ لگا کر جھوٹی شہرت اور دولت وثروت کما رہے تھے، انہوں نے اپنے قدموں تلے سے زمین سرکتی ہوئی محسوس کی۔ مریدوں پر گرفت ڈھیلی پڑنے لگی تو ایسے حالات میں عوام کے دلوں میں اعلیٰ حضرت کے خلاف نفرت کا جذبہ پیدا کرنے اور فکر وتحقیق، علم وحکمت کے دھارے سے قوم مسلم کو الگ کرنے کے لیے حضرت امام پر الزام تراشی کرنے لگے اور ان کی تابع میں ان کے ان پڑھ مریدین بھی وہی راگ الاپنے لگے۔

چنانچہ جس طرح حاسدین کی جماعت دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے ٹھیک اسی طرح الزامات بھی دو طرح کے ہیں۔ ایک وہ جن کی تشہیر کے لیے کتب ورسائل، اخبار وجرائد اور قرطاس وقلم کا سہارا لیا جاتا ہے اور دوسرے وہ ہیں جن کو پھیلانے کے لیے خفیہ نشستیں، خصوصی مجالس، مخصوص ملاقاتیں اور سرگوشی کے لیے ہلکی اور دبی زبانیں استعمال ہوتی ہیں۔ پہلی قسم کے الزامات تراشنے والے باطل فرقے کے لوگ ہیں جب کہ دوسری قسم کی الزام تراشی والے اہلسنت ہی کے بعض لوگ ہیں۔

اعلیٰ حضرت پر الزام: اہل سنت وجماعت کے بعض حاسدین سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کو حضور سیدنا سرکار غریب نواز رضی اللہ عنہ سے عقیدت نہیں تھی۔

اسی لیے آپ نے کبھی اجمیر شریف کا سفر نہیں فرمایا اور نہ اپنی تصنیفات میں کہیں ان کا ذکر جمیل فرمایا۔

چونکہ بات یہ سرگوشی کے انداز میں کہی جاتی ہے۔ اس لیے اثر انداز ہوتی ہے اور اس سے کہی جاتی ہے جو تصنیفات رضا کے مطالعہ سے قاصر ہے لہٰذا وہ متاثر ہوتے بغیر نہیں رہ سکتا۔

حالانکہ اہل علم جانتے ہیں کہ اس الزام کی بنیاد جھوٹ کی زمین پر ہے اور اس کا تعلق حقیقت سے بالکل ہی نہیں ہے۔ کیونکہ متعدد شواہد اس بات کی وضاحت کرر ہے ہیں کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے متعدد بار اجمیر القدس کا سفر فرمایا اور آپ کو حضور غریب نواز سے بے پناہ عقیدت تھی۔

اجمیر شریف میں اعلیٰ حضرت کا خطاب: اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے متعدد بار اجمیر القدس کا سفر کیا۔ عرس میں شرکت فرمائی اور بارگاہ غریب نواز میں حاضری کی سعادت سے فیضیاب ہوئے۔ ایام عرس میں سجادہ نشین کی طرف سے ہر سال شاہجہانی مسجد میں جلسہ کا اہتمام ہوتا۔ باہر سے آتے ہوئے خطبا، مقررین، سلطان الہند کے فضائل ومناقب بیان فرماتے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ میدان قرطاس وقلم کے شہسوار تھے۔ فن خطابت وتقریر سے کوئی بہت زیادہ لگاؤ نہیں تھا لیکن مخصوص مواقع پر علم وحکمت کے دھارے کو فن تقریر کی سمت بھی موڑ دیتے تو ایک بار پھر سامعین یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے:

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

لہٰذا آپ جب بھی اجمیر القدس تشریف لے گئے، سجادہ نشین نے کرسی خطابت پر جلوہ گر ہونے کی درخواست کی اور آپ نے سلطان الہند کی غلامی کا ثبوت دیا۔ گھنٹوں تقریر فرمائی اور حضور غریب نواز کے فضائل ومناقب، سیرت وسوانح پر خصوصی خطاب فرمایا۔ علامہ نور احمد قادری پاکستانی لکھتے ہیں:

''اعلیٰ حضرت کا اکثر سلطان الہند خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری کی خانقاہ میں عرس غریب نواز کے موقع پر وعظ ہوا کرتا تھا۔ اور اس وعظ کا اہتمام خود خانقاہ شریف کے ''دیوان'' صاحب کیا کرتے تھے جس میں علما، فضلا، دور دور سے آکر وعظ سننے کے لیے شرکت کرتے، بعض دفعہ دکن کے حکمران نظام دکن میر محبوب علی خاں اور میر عثمان علی خان بھی اس وعظ میں شریک ہوتے رہے۔ اعلیٰ حضرت کا وعظ سننے کے لیے بے شمار خلقت وہاں ہوا کرتی تھی۔'' (معارف رضا صفحہ ۱۵۵)

اجمیر شریف کا سفر اور ایک قابل ذکر ظہور کرامت:

علامہ نور احمد قادری فرماتے ہیں:

جب اعلیٰ حضرت بریلی شریف سے اجمیر شریف عرس خواجہ غریب نواز میں حاضری کے لیے جانے لگے تو ان کے ہمراہ دس گیارہ ان کے مریدین بھی تھے۔ ان ہی میں راقم الحروف کے استاد حضرت مولانا عبد الرحمٰن قادری جے پوری جو اعلیٰ حضرت کے شاگرد وخلیفہ تھے۔ دوسرے راقم الحروف کے دادا حاجی عبد القادر رحمۃ اللہ علیہما بھی تھے۔ بقیہ دوسرے حضرات تھے۔

دہلی سے اجمیر شریف جانے کے لیے ''بی بی اینڈ سی آئی آر'' ریل چلا کرتی تھی۔ اعلیٰ حضرت جب اپنے ہمراہیوں کے ساتھ پھلسرہ جنکشن پہنچے تو مغرب کا وقت ہو گیا۔ آپ نے اپنے مریدوں سے فرمایا، نماز مغرب کے لیے فلیٹ فارم ہی پر جماعت کر لی جائے۔ چنانچہ چادریں بچھالی گئیں، لوگوں میں سے جن کا وضو نہیں تھا انہوں نے تازہ وضو کیا۔ اعلیٰ حضرت باوضو تھے چونکہ ہر وقت باوضو رہنے کی عادت تھی لہٰذا امامت کے لیے آگے بڑھے اور فرمایا، ''آپ سب لوگ پورے اطمینان کے ساتھ نماز ادا کریں انشاء اللہ گاڑی اس وقت تک نہیں جائے گی جب تک ہم لوگ پوری نماز نہ ادا کر لیں۔'' یہ فرما کر آپ نے نماز شروع فرمادی۔ جب نماز کی ایک رکعت پوری ہوئی تو اس درمیان گاڑی کا وقت ہو گیا اور گاڑی نے سیٹی دیا۔ فلیٹ فارم پہ بکھرے ہوئے لوگ ڈبوں میں سوار ہو گئے مگر آپ کے ساتھ نماز پڑھنے والے انتہائی سکون وانہماک کے ساتھ ادائیگی نماز میں مصروف رہے۔ اب گاڑی نے پھر دوسری وتیسری سیٹی دی اور ڈرائیور نے گاڑی بڑھانا چاہا مگر گاڑی آگے کو نہ بڑھ سکی۔ گاڑی چونکہ ''میل'' تھی ہزار کوشش کے بعد آگے نہ بڑھی تو تمام عملہ پریشان ہونے لگے کہ آخر گاڑی کیوں نہیں بڑھ رہی ہے۔ کسی کی سمجھ میں نہیں آتا۔ انجن کو چیک کرنے کے لیے پیچھے بڑھاتا تو گاڑی پیچھے کی سمت چل پڑتی اور جب آگے چلنا ہوتا تو رک جاتی۔ آخر اتنے میں اسٹیشن ماسٹر جو انگریز تھا، اپنے کمرے سے باہر نکل کر آیا اور کہا کہ انجن کو گاڑی سے کاٹ کر دیکھو چلتا ہے یا نہیں۔ ڈرائیور نے ایسا ہی

کیا تو انجن چلنے لگا، اس میں کوئی خرابی نظر نہیں آئی مگر پھر جونہی ڈبوں کے ساتھ جوڑا پھر وہی حال۔ اب اور پریشانی بڑھی، اسٹیشن ماسٹر نے گارڈ سے پوچھا (حسن اتفاق وہ گارڈ مسلمان تھا اور وہیں کھڑا تھا جہاں نماز ہو رہی تھی) گارڈ نے بتایا کہ سمجھ میں یہ آتا ہے کہ یہ بزرگ جو نماز پڑھ رہے ہیں، کوئی بہت بڑے اللہ کے ولی ہیں، گاڑی ان کی وجہ سے نہیں چل پا رہی ہے اور یہ بزرگ اور ان کی جماعت نماز نہیں ادا کر لیتی ہے یہ گاڑی مشکل ہی ہے کہ چلے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا اور باواز بلند درود شریف پڑھ کر دعا میں مصروف ہو گئے۔ جب دعا سے فارغ ہوئے تو انگریز نے بڑھ کر نہایت ادب سے عرض کیا۔ ذرا جلدی فرمائیں، گاڑی آپ ہی کی انتظار میں کھڑی ہے۔ ارشاد فرمایا، ہم لوگ تھوڑی دیر میں نماز سے فارغ ہو لیں گے پھر انشاء اللہ گاڑی چلے گی۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ نماز کا وقت ہے۔

آپ لوگوں نے جب نماز سے فراغت پالی اور آکر گاڑی میں فروکش ہو گئے تو پھر گاڑی چلنے لگی۔ انگریز نے ادب سے سلام کیا پھر آپ لوگ اجمیر القدس کے لیے روانہ ہو گئے۔ اس کرامت کا انگریز کے دل پر بڑا گہرا اثر ہوا۔ وہ رات بھر سوچتا رہا اور اسلام کی حقانیت اس کے دل میں اپنی جگہ بناتی رہی، بالآخر وہ صبح کو اپنی جگہ پر دوسرے کو مقرر کر کے اپنے پورے گھر والوں کے ساتھ اجمیر القدس کے لیے چل پڑا تا کہ وہاں خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر اسلام قبول کرے۔ جب وہ اجمیر شریف پہنچا تو اس وقت درگاہ شریف کے شاہجہانی مسجد میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا خطاب ہو رہا تھا۔ وعظ میں شریک ہوا، بیان سنا اور جب وعظ ختم ہوا تو قریب پہنچ کر اعلیٰ حضرت کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ جب سے آپ پھلسرہ اسٹیشن سے ادھر روانہ ہوئے ہیں، اسی وقت سے میں بے چین ہوں، سکون نہیں ملتا، آخر اپنے افراد خانہ کو لے کر یہاں حاضر ہو گیا ہوں اور اب آپ کے دست اقدس پر اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر اسلام کی صداقت وحقانیت کا مکمل یقین ہو گیا ہے۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت نے ہزار ہا زائرین عرس کے سامنے اس انگریز کو اور اس کے نو افراد کو کلمہ پڑھا کر اسلام میں داخل فرمایا نیز اس کو سلسلہ قادریہ میں بیعت بھی فرمایا اور اس کا نام ''رابرٹ'' سے بدل کر ''عبد القادر'' رکھا۔ اور اس کو اسلام کی تعلیمات سے نوازا''۔ (معارف رضا صفحہ ۱۵۶-۱۵۷)

توجہ دیں:

۱- اگر اعلیٰ حضرت کو خواجہ غریب نواز سے محبت نہیں ہوتی تو کثرت سے عرس غریب نواز میں شرکت کیوں کرتے بلاشبہ بار بار شرکت کرنا محبتِ خواجہ کی نشانی ہے۔

۲- اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ اجمیر القدس میں جو متعدد تقریریں فرمائیں، وہ آج محفوظ تو نہیں ہیں لیکن بلاشبہ آپ نے سیدنا سرکار غریب نواز کے فضائل ومناقب بیان فرمائے۔ اگر آپ غریب نواز کے مناقب بیان نہیں فرماتے اور آپ کے دل میں ذرہ برابر بھی غریب نواز کے تعلق سے انقباض ہوتا تو قطعی طور پر متعدد تقریروں کا موقع ہی نہیں دیا جاتا اور حضرت خواجہ کے چاہنے والے قطعی آپ کی مجلس میں شریک نہیں ہوتے۔ یقیناً آپ کی متعدد تقریر عشق خواجہ کی علامت ہیں۔

۳- عرس میں شرکت کے لیے صرف تنہا نہیں جاتے بلکہ اپنے مریدوں اور ماننے والوں کو بھی ساتھ لے جاتے۔ کیا۔ یہ محبت خواجہ کی پہچان نہیں ہے؟

سلسلہ چشتیہ کی سند وخلافت:

ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''۱۲۹۵ھ میں .... اپنے والد ماجد علامہ نقی علی خاں قدس سرہٗ العزیز سرکار مارہرہ مطہرہ حاضر ہو کر تاجدار مارہرہ سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ العزیز سے شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

اللہ اکبر! کیسی نظر کیمیا اثر پیر ومرشد کی تھی اور کس درجہ قلب صفائی لے کر بیعت ہوئے تھے کہ اس جلسے میں پیر مرشد برحق نے تمام سلاسل کی اجازت وخلافت عطا فرما کر خلیفہ ومجاز بنا دیا اور تمام طریقوں میں بیعت لینے کی اجازت عامہ تامہ عطا فرمائی۔'' (حیات اعلیٰ حضرت جدید اول صفحہ ۱۲۲)

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کو آپ کے پیر ومرشد نے جہاں سلسلہ عالیہ قادریہ کے علاوہ ایک درجن سے زائد سلاسل کی اجازت وخلافت عطا فرمائی تھی، وہیں سلسلہ چشتیہ جدیدہ وقدیمہ کی بھی اجازت وخلافت سے نوازا تھا۔

اب آپ ذرا غور کریں، اگر اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے دل میں خواجہ غریب نواز سے محبت نہ ہوتی یا کسی طرح کی نفرت کا جذبہ ہوتا یا انقباضی کا شکار ہوتے تو فوراً عرض کرتے، حضور! ہمارے لیے صرف سلسلہ قادریہ ہی کافی ہے دیگر سلاسل کی ضرورت نہیں۔ مگر ایسا کچھ نہیں کہا اور اگر از راہ ادب آپ نے عرض نہیں کیا تو کم از کم یہ کر سکتے تھے کہ کسی کو سلسلہ چشتیہ میں بیعت نہیں کرتے، سب کو سلسلہ قادریہ ہی طرف راغب کرتے مگر تاریخ شہادت دیتی ہے کہ اعلیٰ حضرت نے سلسلہ چشتیہ میں بھی لوگوں کو داخل فرمایا اور بعض سلسلہ چشتیہ کی سند وخلافت اور اجازت بھی عطا فرمائی۔

ایک بات [illegible] ذہن نشین ہونی چاہیے کہ آدمی کو جس جس سلسلے کی اجازت وخلافت ملتی ہے، ہر اس سلسلے کے مشائخ سے محبت وعقیدت لازم وضروری ہے۔ اگر ذرہ برابر بھی کسی شیخ سے نفرت ہوئی تو اس سلسلے کے فیوض وبرکات سے محروم ہو جائے گا۔ وہ کون حرماں نصیب ہوگا کہ رحمت وانوار کے بہتے ہوئے دھارے کو اپنی سمت آنے سے روک دے؟

اجمیر شریف میں اعلیٰ حضرت: اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا مقدس سینہ فیضان اولیاء کا دریا تھا، تمام سلاسل کے فیوض وبرکات کی نہریں آپ کے سینے میں آکر گرتی تھیں۔ آپ کے پیرومرشد سرکار آل رسول احمدی مارہروی رحمۃ اللہ علیہ نے جتنے سلاسل کی اجازت وخلافت عطا فرمائی تھی، ہر سلسلے میں آپ مرید فرماتے اور حسب ضرورت خلافت واجازت عطا فرماتے۔

سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ ۱۹۱۹ء میں آپ بغرض شرکت عرس اجمیر القدس تشریف لے گئے تو حضرت علامہ غلام علی محدث اجمیری آپ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے اور آپ نے انہیں سلسلہ چشتیہ میں داخل فرمایا اور سلسلہ چشتیہ ہی کی اجازت وخلافت کی سند سے نوازا۔

شیطانی وسوسہ: اخیر بات یہ کہ یہاں اس بات کا اعتراف تقریباً سب کو ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تمام بزرگوں سے محبت کرتے تھے۔ ان کی عظمت شان، رفعت مقام کے معترف تھے لیکن سرکار غوث اعظم سے جو عشق تھا وہ اپنی مثال آپ تھا۔ غوث اعظم کو تمام اولیا کا سردار مانتے اور ہر سلسلے میں آپ کے فیوض وبرکات کو جاری وساری تسلیم کرتے اور یہ وہ حقیقت ہے جس کا اعتراف ہر سلسلہ کے بزرگان وسلف وخلف کو ہے۔ کیا دنیائے ولایت میں کوئی ایک بھی بزرگ وولی ملے گا جو غوث اعظم سے محبت نہ کرتا ہو؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ ان سے عشق نہ کیا جائے۔ ان کی محبت کا دم نہ بھرا جائے۔ ان کی شان میں منقبت کے اشعار نہ لکھے جائیں۔ اس کے باوجود اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے موقع بموقع دیگر بزرگان دین کے ذکر جمیل سے بھی اپنے قرطاس وقلم کو مشرف کیا ہے۔ ذیل میں اعلیٰ حضرت کے وہ اشعار پیش کیے جا رہے ہیں جن میں بصراحت غریب نواز رضی اللہ عنہ کا ذکر حسنہ موجود ہے۔

بہر پایت خواجۂ نہداں شبہ کیواں جناب
بل علی عینی ورائی گوید آں خاقاں توئی

کیا اس شعر میں غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ذکر کے ساتھ سرکار غریب نواز رضی اللہ عنہ تذکرہ حسنہ نہیں ہے؟

عراق واجمیر: سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا فیض ہر سلسلہ میں آیا اور ہر شیخ آپ کے برکات سے مستفیض ہوا اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ چنانچہ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں بھی سرکار غوث اعظم کا فیض جاری وساری ہے۔ مولانا جمال الدین سہروردی سیر العارفین میں فرماتے ہیں:

''حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ اور حضور پرنور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی تو حضرت خواجہ معین الدین چشتی حضرت کی خدمت اقدس میں ستاون یوم دن رات رہے۔ اور آپ کے فیوضات اور تصفیہ باطن وکمال سے مستفیض ہوئے۔'' (تفریح الخاطر صفحہ ۲۰)

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے اس کی ترجمانی یوں کی ہے:

مزرع چشت بخارا و عراق و اجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

ایک جگہ یوں گویا ہیں۔

یہ چشتی ، سہروردی ، نقشبندی
ہر اک تری طرف مائل ہے یا غوث

کیا اس شعر میں چشتی سے مراد سرکار غریب نواز کی ارفع واعلیٰ ذات نہیں ہے؟

☆☆☆

☆ دار العلوم قدوسیہ، پرسونی بازار، مہراج گنج، یوپی